وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾

عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

ہیں۔[۱] (۳۲)

یہ ان پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے۔[۲] (۳۳)

پس آج ایمان والے ان کافروں پر ہنسیں گے۔[۳] (۳۴)

تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔(۳۵)

کہ اب ان منکروں نے جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ پالیا۔[۴] (۳۶)

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ

سورۂ انشقاق مکی ہے اور اس میں پچیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾

وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۲﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا۔[۵] (۱)

اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گا[۶] اور اسی کے لائق وہ ہے[۷] (۲)

---

(۱) یعنی اہل توحید، اہل شرک کی نظر میں اور اہل ایمان اہل کفر کے نزدیک گمراہ ہوتے ہیں۔ یہی صورت حال آج بھی ہے۔ گمراہ اپنے کو اہل حق اور اہل حق کو گمراہ باور کراتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک سراسر باطل فرقہ اپنے سوا کسی کو مومن کہتا ہے اور نہ سمجھتا ہے۔ هَدَاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى۔

(۲) یعنی یہ کافر مسلمانوں پر نگران بنا کر تو نہیں بھیجے گئے ہیں کہ یہ ہر وقت مسلمانوں کے اعمال و احوال ہی دیکھتے اور ان پر تبصرے کرتے رہیں، یعنی جب یہ ان کے مکلف ہی نہیں ہیں تو پھر کیوں ایسا کرتے ہیں۔

(۳) یعنی جس طرح دنیا میں کافر اہل ایمان پر ہنستے تھے، قیامت والے دن یہ کافر اللہ کی گرفت میں ہوں گے اور اہل ایمان ان پر ہنسیں گے۔ ان کو ہنسی اسی بات پر آئے گی کہ یہ گمراہ ہونے کے باوجود ہمیں گمراہ کہتے اور ہم پر ہنستے تھے۔ آج ان کو پتہ چل گیا کہ گمراہ کون تھا؟ اور کون اس قابل تھا کہ اس کا استہزا کیا جائے۔

(۴) ثُوِّبَ بمعنی أُثِيْبَ، بدلہ دے دیئے گئے، یعنی کیا کافروں کو، جو کچھ وہ کرتے تھے، اس کا بدلہ دے دیا گیا ہے۔

(۵) یعنی جب قیامت برپا ہوگی۔

(۶) یعنی اللہ اس کو پھٹنے کا جو حکم دے گا، اسے سنے گا اور اطاعت کرے گا۔

(۷) یعنی اس کے یہی لائق ہے کہ سنے اور اطاعت کرے، اس لیے کہ وہ سب پر غالب ہے اور سب اس کے ماتحت ہیں۔ اس کے حکم سے سرتابی کرنے کی کس کو مجال ہو سکتی ہے؟

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝٣
اور جب زمین (کھینچ کر) پھیلا دی جائے گی۔[1] (۳)

وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤
اور اس میں جو ہے اسے وہ اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی۔[2] (۴)

وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥
اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گی[3] اور اسی کے لائق وہ ہے۔ (۵)

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ ۝٦
اے انسان! تو اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور محنتیں کر کے اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔[4] (۶)

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۝٧
تو (اس وقت) جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ (۷)

فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۝٨
اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا۔[5] (۸)

---

(۱) یعنی اس کے طول و عرض میں مزید وسعت کر دی جائے گی۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس پر جو پہاڑ وغیرہ ہیں، سب کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو صاف اور ہموار کر کے بچھا دیا جائے گا۔ اس میں کوئی اونچ نیچ نہیں رہے گی۔

(۲) یعنی اس میں جو مردے دفن ہیں، سب زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے جو خزانے اس کے بطن میں موجود ہیں، وہ انہیں ظاہر کر دے گی، اور خود بالکل خالی ہو جائے گی۔

(۳) یعنی القا اور تخلی کا جو حکم اسے دیا جائے گا، وہ اس کے مطابق عمل کرے گی۔

(۴) یہاں انسان بطور جنس کے ہے۔ جس میں مومن اور کافر دونوں شامل ہیں۔ کدح، سخت محنت کو کہتے ہیں، وہ محنت خیر کے کاموں کے لیے ہو یا شر کے لیے۔ مطلب یہ ہے کہ جب مذکورہ چیزیں ظہور پذیر ہوں گی یعنی قیامت آجائے گی تو اے انسان تو نے جو بھی، اچھا یا برا عمل کیا ہو گا، وہ تو اپنے سامنے پالے گا اور اسی کے مطابق تجھے اچھی یا بری جزا بھی ملے گی۔ آگے اس کی مزید تفصیل و وضاحت ہے۔

(۵) آسان حساب یہ ہے کہ مومن کا اعمال نامہ پیش ہو گا۔ اس کی غلطیاں بھی اس کے سامنے لائی جائیں گی، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل و کرم سے انہیں معاف فرما دے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کا حساب لیا گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا، جس کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا گیا، اس کا حساب آسان ہو گا"۔ (مطلب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ تھا کہ اس آیت کی رو سے حساب تو مومن کا بھی ہو گا لیکن وہ ہلاکت سے دوچار نہیں ہو گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی "یہ تو پیشی ہے۔ (یعنی مومن کے ساتھ معاملہ حساب کا نہیں ہو گا، ایک سرسری سی پیشی ہو گی) مومن رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے، جس کا مناقشہ

وَّيَنْقَلِبُ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ مَسْرُورًا ﴿٩﴾
اور وہ اپنے اہل کی طرف ہنسی خوشی لوٹ آئے گا۔ (۱) (۹)

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ وَرَآءَ ظَهْرِهِۦ ﴿١٠﴾
ہاں جس شخص کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔ (۱۰)

فَسَوْفَ يَدْعُوا۟ ثُبُورًا ﴿١١﴾
تو وہ موت کو بلانے لگے گا۔ (۲) (۱۱)

وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ﴿١٢﴾
اور بھڑکتی ہوئی جہنم میں داخل ہو گا۔ (۱۲)

إِنَّهُۥ كَانَ فِىٓ أَهْلِهِۦ مَسْرُورًا ﴿١٣﴾
یہ شخص اپنے متعلقین میں (دنیا میں) خوش تھا۔ (۳) (۱۳)

إِنَّهُۥ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ ﴿١٤﴾
اس کا خیال تھا کہ اللہ کی طرف لوٹ کر ہی نہ جائے گا۔ (۴) (۱۴)

بَلَىٰٓ ۚ إِنَّ رَبَّهُۥ كَانَ بِهِۦ بَصِيرًا ﴿١٥﴾
کیوں نہیں، (۵) حالانکہ اس کا رب اسے بخوبی دیکھ رہا تھا۔ (۶) (۱۵)

فَلَآ أُقْسِمُ بِٱلشَّفَقِ ﴿١٦﴾
مجھے شفق کی قسم! (۷) اور رات کی! (۱۶)

ہو یعنی پوچھ گچھ ہوئی وہ مارا گیا"۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ انشقاق) ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ «اللَّهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا» (اے اللہ میرا حساب آسان فرمانا) نماز سے فراغت کے بعد میں نے پوچھا، حِسَابًا يَسِيرًا (آسان حساب) کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس کا اعمال نامہ دیکھے گا اور پھر اسے معاف فرمادے گا...... (مسند احمد، ۶/۴۸)

(۱) یعنی جو اس کے گھر والوں میں سے جنتی ہوں گے۔ یا اس سے مراد وہ حور عین اور ولدان ہیں جو جنتیوں کو ملیں گے۔

(۲) ثُبُورًا ہلاکت، خسارہ۔ یعنی وہ چیخے گا، پکارے گا، واویلا کرے گا کہ میں تو مارا گیا، ہلاک ہو گیا۔

(۳) یعنی دنیا میں اپنی خواہشات میں مگن اور اپنے گھر والوں کے درمیان بڑا خوش تھا۔

(۴) یہ اس کے خوش ہونے کی علت ہے۔ یعنی آخرت پر اس کا عقیدہ ہی نہیں تھا۔ حور کے معنی ہیں 'لوٹنا'۔ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ (صحیح مسلم، الحج، باب مایقول إذا رکب إلی سفر الحج وغیرہ۔ ترمذی، ابن ماجہ) مسلم میں بعد الکون ہے۔ مطلب ہے "اس بات سے میں پناہ مانگتا ہوں کہ ایمان کے بعد کفر، اطاعت کے بعد معصیت یا خیر کے بعد شر کی طرف لوٹوں"۔

(۵) ایک ترجمہ اس کا یہ بھی ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ نہ لوٹے اور دوبارہ زندہ نہ ہو، یا بَلَیٰ، کیوں نہیں، یہ ضرور اپنے رب کی طرف لوٹے گا۔

(۶) یعنی اس سے اس کا کوئی عمل مخفی نہیں تھا۔

(۷) شَفَقٌ اس سرخی کو کہتے ہیں جو سورج غروب ہونے کے بعد آسمان پر ظاہر ہوتی ہے اور عشا کا وقت شروع ہونے

وَالَّيۡلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾
وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾
لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾
فَمَا لَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۰﴾
وَاِذَا قُرِئَ عَلَيۡهِمُ الۡقُرۡاٰنُ لَا يَسۡجُدُوۡنَ ﴿۲۱﴾ السجدة ۱۳
بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُكَذِّبُوۡنَ ﴿۲۲﴾
وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يُوۡعُوۡنَ ﴿۲۳﴾
فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۲۴﴾
اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۲۵﴾

اور اس کی جمع کردہ[۱] چیزوں کی قسم۔(۱۷)
اور چاند کی جب کہ وہ کامل ہو جاتا ہے۔[۲] (۱۸)
یقیناً تم ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچو گے۔[۳] (۱۹)
انہیں کیا ہو گیا کہ ایمان نہیں لاتے۔(۲۰)
اور جب ان کے پاس قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔[۴] (۲۱)
بلکہ جنہوں نے کفر کیا وہ جھٹلا رہے ہیں۔[۵] (۲۲)
اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں رکھتے ہیں۔[۶] (۲۳)
انہیں المناک عذابوں کی خوشخبری سنا دو۔(۲۴)
ہاں ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو بے شمار اور نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔(۲۵)

سُوۡرَةُ الۡبُرُوۡجِ

سورۂ بروج مکی ہے اور اس میں بائیس آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تک رہتی ہے۔

(۱) اندھیرا ہوتے ہی ہر چیز اپنے ماویٰ اور مسکن کی طرف جمع اور سمٹ آتی ہے یعنی رات کا اندھیرا جن چیزوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔

(۲) اِذَا اتَّسَقَ کے معنی ہیں 'جب وہ مکمل ہو جائے جیسے وہ تیرھویں کی رات سے سولھویں تاریخ کی رات تک رہتا ہے۔

(۳) طَبَقٌ کے اصل معنی شدت کے ہیں۔ یہاں مراد وہ شدائد ہیں جو قیامت والے دن واقع ہوں گے۔ یعنی اس روز ایک سے بڑھ کر ایک حالت طاری ہو گی۔(فتح الباری' تفسیر سورۃ انشقاق) یہ جواب قسم ہے۔

(۴) احادیث سے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا سجدہ کرنا ثابت ہے۔

(۵) یعنی ایمان لانے کے بجائے جھٹلاتے ہیں۔

(۶) یعنی تکذیب' یا جو افعال وہ چھپ کر کرتے ہیں۔

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں سورۃ والطارق اور سورۃ البروج پڑھتے تھے۔(الترمذی)